روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 27 نومبر 2014ء 4 صفر 1436 ہجری 27 نبوت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 268

جاں کھو کے تجھ کو پایا

جب تجھ سے دل لگایا سو سو ہے غم اٹھایا
تن خاک میں ملایا جاں پر وبال آیا
پر شکر اے خدایا! جاں کھو کے تجھ کو پایا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

مولوی برکات احمد راجیکی صاحب ابن حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

چھ سات سال کی بات ہے کہ خاکسار آپ کی خدمت میں حاضر تھا رمضان کو گزرے ابھی چند دن ہی ہوئے تھے تو آپ اپنے محبت الٰہی اور راز و نیاز کے تعلق کو بیان فرمارہے تھے کہ رمضان کے شروع ہونے سے پہلے میں نے خدا سے روزوں کے قبول کرنے کے لئے دعا کی اور یہ دعا کی کہ قبولیت کا نشان بھی ظاہر فرما چنانچہ خدا نے میری دعا قبول فرمائی اور تمام روزے قبول فرمائے اور نشان ظاہر فرمایا۔

محترم مولانا محمد یعقوب صاحب فاضل کا بیان ہے کہ مولانا برکات احمد راجیکی نے اس واقعہ کی تفصیل یہ بھی بیان فرمائی کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ دعا کی تھی:

''میرا جو روزہ مقبول ہو جائے اس کی قبولیت کا نشان یہ ظاہر فرما کہ اس کی افطاری میں خود نہ کروں بلکہ باہر سے میرے لیے افطاری کا سامان آئے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا پورے تیس روزوں کی افطاری آپ کو باہر سے آئی۔ (ملخص از حیات بشیر صفحہ نمبر 202-201)

آپ کے ہر کام میں رضائے الٰہی مقصود ہوتی تھی چنانچہ مولوی فخر الدین ملتانی قادیان میں کتب کے تاجر تھے جماعت سے الگ کئے جانے سے قبل عموماً وہی آپ کی کتب شائع کرتے تھے۔

حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں:

''چونکہ مجھے تصنیف کا شوق تھا میں اپنی کتابیں انہیں دیا کرتا تھا اور وہ انہیں چھپوا کر اخروی ثواب کے ساتھ ساتھ دنیوی فائدہ بھی حاصل کیا کرتے تھے میں نے کبھی کسی تصنیف کے بدلہ میں ان سے کسی رنگ میں کچھ نہیں لیا۔ حتیٰ کہ میں ان سے خود اپنی تصنیف کردہ کتاب کا نسخہ بھی قیمتاً خریدا کرتا تھا میاں فخر الدین صاحب کو بسا اوقات اصرار ہوتا تھا کہ اپنی تصنیف کا کم از کم ایک نسخہ تو ہدیۃً لے لیا کرو مگر میں ہمیشہ یہ کہہ کر انکار کر دیا کرتا تھا کہ یہ بھی ایک گونہ معاوضہ ہے اور میں اس معاملہ میں معاوضہ سے اپنے ثواب کو مکدّر نہیں کرنا چاہتا۔''

(الفضل 25 اگست 1937 صفحہ 4)

1951ء کا ذکر ہے ایک دوست نے آپ کی خیریت مزاج دریافت کی تو آپ نے فرمایا:

''ہاں شکر ہے میں اپنے خدا پر بالکل راضی ہوں۔''

انہوں نے کہا خدا پر تو ہر شخص راضی ہوتا ہے آپ نے فرمایا:

''بے شک یہ درست ہے کہ کوئی شخص شرح صدر سے راضی ہوتا ہے اور کوئی اس مجبوری کی وجہ سے راضی ہوتا ہے کہ خدا کی تقدیر کو قبول کرنے کے بغیر چارہ نہیں لیکن الحمدللہ میں اپنے خدا پر شرح صدر سے راضی ہوں۔''

آپ فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے دل کے سارے گوشوں میں جھانک کر اور کونے کونے کا جائزہ لے کر آخر یہی نتیجہ نکالا کہ میں خدا کے فضل سے اور اسی کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ اپنے خدا اور اس کی ہر تقدیر پر پورے شرح صدر کے ساتھ راضی ہوں۔'' (حیات بشیر صفحہ نمبر 203)

نفس کا دوغلا پن

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''جب ہم اپنی عملی حالتوں میں بیکسی، غربت اور بے ہنری کے اظہار پیدا کریں گے تو پھر ہی خدمت کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اور شاید 'اس سے دخل ہو دار الوصال' میں کی امید رکھنے والے بھی ہوں گے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18)۔ اگر یہ نہیں تو ہم دعوے کی حد تک تو بے شک درست ہوں گے کہ زمانے کے امام کو مان لیا لیکن حقیقت میں زبانِ حال سے ہم دعوے کا مذاق اڑا رہے ہوں گے۔ کسی غیر کی دشمنی ہمیں نقصان نہیں پہنچا رہی ہوگی بلکہ خود ہمارے نفس کا دوغلا پن ہمیں رسوا کر رہا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس پر مستزاد ہے۔

پس خاص طور پر ہر اس شخص کو جس کو جماعت کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور عام طور پر ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کیونکہ حق بیعت زبانی دعووں سے اور صرف ماننے سے ادا نہیں ہوتا بلکہ عمل کی قوت جب تک روشن نہ ہو، کچھ فائدہ نہیں۔''

(روزنامہ الفضل 21 جنوری 2014ء)

(فیصلہ جات مجلس مشاورت 2014ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

گارڈن ایونیو کالونی ربوہ سے متعلق ایک ضروری اطلاع

گارڈن ایونیو کالونی ملحقہ رحمٰن کالونی کی منظوری منجانب T.M.A چنیوٹ اور دفتر صدر عمومی ربوہ دی جا چکی ہے۔ جن احباب نے مندرجہ بالا کالونی میں پلاٹ اپنے نام منتقل کروائے ہیں ان کی خدمت میں اطلاع ہے کہ اپنی ملکیتی رجسٹری وانتقال کی نقل دفتر مضافاتی کمیٹی پہنچا دیں تاکہ دفتری ریکارڈ میں اندراج کیا جا سکے۔ (صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال وجواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

خطبہ عیدالاضحیٰ 6/اکتوبر 2014ء

س: حضور انور نے خطبہ عیدالاضحیٰ کہاں ارشاد فرمایا؟

ج: بیت الفتوح، لندن

س: حضور انور نے قربانی اور عید کا کیا فلسفہ بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! قربانیاں تقویٰ کو مدنظر رکھ کر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کیلئے کرنے کا حکم ہے۔ عید مناؤ اس لئے کہ یہ قربانی کی عید تمہیں قربانی کے اسلوب سکھاتی ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ ان حکموں پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے جو تقویٰ کے معیار بلند کرتے ہیں۔ ان ماں بیٹے اور باپ کی قربانیوں کی طرف توجہ دلاتی ہے جنہوں نے اپنے جذبات کو قربان کیا۔ جو صرف چھری پھروانے اور پھیرنے کے عارضی نمونے دکھانے والے نہیں تھے بلکہ مسلسل لمبا عرصہ قربانیاں دینے والے تھے۔

س: حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانیوں اور دعاؤں کا تذکرہ کن الفاظ میں فرمایا؟

ج: فرمایا! ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے دنیا کو امن اور سلامتی کے اسلوب سکھانے کے لئے نہ صرف اپنے جذبات کو قربان کیا اپنے آرام کو قربان کیا اور دعاؤں میں مسلسل لگے رہے کہ خدا تعالیٰ آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی ایسا انتظام کردے جو دنیا کے لئے امن اور سلامتی دینے والے بن جائیں۔ جو تقویٰ کی وہ راہیں دکھانے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کرتے ہوئے تقویٰ کا اعلیٰ معیار قائم کردیں۔ جن کے نمونے دنیا کے لئے ہمیشہ کیلئے رہنما بن جائیں۔

س: حضور انور نے قربانیوں کو مقبول بنانے کا کیا طریقہ بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! جو ہم عید قربان مناتے ہیں اور قربانیاں جو بکروں بھیڑوں اور گائیوں کی ہم کرتے ہیں۔ اگر تقویٰ سے عاری یہ قربانیاں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خواہش اور دعا کے بغیر یہ قربانیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ردّ کرنے کے قابل ہیں۔ حج بھی ردّ ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے نہ کئے جائیں۔

س: ایک شخص کے حج پر نہ جاسکنے کے باوجود اس کے حج قبول ہونے کی کیا وجہ بیان فرمائی گئی؟

ج: فرمایا! روایات میں آتا ہے کہ ایک بزرگ نے کشفی رنگ میں فرشتوں کو یہ باتیں کرتے دیکھا کہ اس سال کسی ایک کا بھی حج قبول نہیں ہوا۔ ہاں ایک شخص ہے جو فلاں جگہ رہتا ہے اس کا حج یہاں نہ آنے کے باوجود قبول ہو گیا ہے۔ ان بزرگ کو جستجو پیدا ہوئی کہ جا کر دیکھوں کہ اس شخص نے کون سا ایسا عمل کیا ہے۔ وہ کون سا عمل ہے جو خدا تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تم حاجی بن گئے۔ اس نے کہا کہ میں ایک غریب آدمی ہوں پیسہ پیسہ جوڑ کر میں نے حج کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے زادِ راہ جمع کیا۔ جب حج کی تیار کر رہا تھا تو ایک دن ہمسائے کے گھر سے گوشت پکنے کی خوشبو آئی۔ میں جب اس گھر میں تھوڑا سا گوشت کا سالن لینے گیا تو وہ کہنے لگی کہ یہ گوشت ہمارے لئے تو جائز ہے کیونکہ کئی روز سے ہم پر فاقے آرہے تھے۔ بچے بھوک سے تڑپ رہے تھے۔ میرا خاوند باہر گیا تو اس ایک گدھا مرا ہوا نظر آیا۔ اس نے اس کا گوشت کاٹا اور گھر لے آیا جسے میں اب پکا رہی ہوں۔ یہ اضطراری حالت ہماری تو ہے تمہاری نہیں کہ تمہیں یہ حرام گوشت دیا جائے۔ پس یہ گوشت تمہارے لئے جائز نہیں۔ اس پر میں نے حج کے لئے جو زادِ راہ جمع کیا تھا وہ لا کر ہمسائے کو دے دیا اور اسے کہا کہ تم بھی وہ حرام پھینک دو اور حلال کھاؤ۔ تو یہ شخص کہنے لگا کہ یہ میری کہانی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تقویٰ پر مبنی اس سوچ اور ہمسائے کے حق کی ادائیگی پر حج پر نہ جانے کے باوجود اس کا حج قبول کیا۔

س: حضور انور نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیان فرمودہ مثال کا ذکر کرتے ہوئے آج کل کے اکثر حاجیوں کا کیا حال بیان فرمایا ہے؟

ج: فرمایا! حج پر جانے والوں کا جو حال ہے اس کا ایک جگہ حضرت مصلح موعود نے بھی بیان فرمایا آپ نے فرمایا کہ جب میں حج پر گیا تو ایک نوجوان جو ہندوستان سے ہی گیا تھا۔ وہ بجائے دعائیں کرنے کے تسبیح کرنے کے فلمی گانے گا رہا تھا۔ تو میں نے اسے کہا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگا کہ مجھے تو نہ نماز آتی ہے نہ دعاؤں کا پتا ہے۔ میرا تو ہندوستان کے فلاں شہر میں کاروبار ہے کپڑے کی بڑی دوکان ہے۔ ہمارے مقابل پر ایک اور کپڑے کا تاجر ہے۔ وہ حج کر کے آیا ہے اور اس نے اپنی دکان پر نام کے ساتھ حاجی کا بورڈ لگا دیا ہے۔ اب لوگ اس کی دوکان پر بہت جاتے ہیں تو میرے باپ نے کہا کہ تم بھی مکے جاؤ کچھ پتا ہے یا نہیں کم ازکم حاجی کا بورڈ تو ہم لگالیں گے۔ تو میں تو اس لئے آیا ہوں کہ حاجی کا بورڈ میرے لگ جائے۔ تو یہی حال آج کل اکثر حج پر جانے والوں کا ہے نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے والے ہیں نہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔ پس یہ تقویٰ سے عاری لوگ ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرے گا یہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

س: حضرت مسیح موعود نے قربانیوں کی کیا حقیقت بیان فرمائی؟

ج: فرمایا! ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔ دین حق کے نام کے معنی ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانے پر رکھ دینا۔ ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی۔

س: حضور انور نے حضرت مسیح موعود کی بیان کردہ عبادت کی پہلی حالت کی کیا وضاحت بیان فرمائی؟

ج: فرمایا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا کہ تو لوگوں کو کہہ دے کہ میری عبادتیں، قربانی، جینا اور مرنا خدا کے لئے ہیں۔ یاد رہے کہ نسک لغت عرب میں قربانی کو کہتے ہیں اور نیز دوسرے معنی اس کے عبادت کے بھی ہیں۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کامل عبادت جس میں نفس اور مخلوق اور اسباب شریک نہیں ہیں درحقیقت ایک قربانی ہے اور کامل قربانی درحقیقت کامل عبادت ہے۔''

(عصمت انبیاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 665)

صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو عبادت کی جائے وہ قربانی مانگتی ہے اور جو کامل قربانی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو قربانی کی جائے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے جو قربانی کی جائے تقویٰ پر چلتے ہوئے جو قربانی کی جائے وہ پھر عبادت بن جاتی ہے۔ پس یہ وہ معیار ہے جو اس کامل نبی کو حاصل ہوا۔

س: حضور حضرت مسیح موعود نے آنحضرت ﷺ کی مخلوق کیلئے قربانی کے متعلق کیا وضاحت فرمائی؟

ج: فرمایا! دوسری حالت ایسی ہے جس میں مخلوق کے لئے بھی آپ قربانی کر رہے ہیں اور دعا دے رہے ہیں پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ میرا جینا اور مرنا کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''میرا جینا اور میرا مرنا اس خدا کے لئے ہے جو تمام جہان کی پرورش میں لگا ہوا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ میری قربانی بھی تمام جہان کی بھلائی کے لئے ہے۔''

(عصمت انبیاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 666)

تمام مخلوق کی بھلائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راتوں کی عبادتوں کو مخلوق کے درد میں اس قدر تکلیف کی حد تک مبتلا کر دیا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فلعلک ...... کیا تو ان لوگوں کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کرلے گا؟ یہ وہ قربانی کا اعلیٰ ترین معیار تھا جو جہاں ایک طرف خدا تعالیٰ کے لئے تھا اپنی عبادتوں کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر کرنے کے لئے تھا تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے درد نے بھی بے چین کیا ہوا تھا۔ پس قربانی کا یہ حق تھا جو اس عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا کہ دنیا کی اصلاح کے لئے اپنی جان کو ہلکان کر دیا۔

س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کے تعلق میں کیا نصیحت بیان فرمائی؟

ج: فرمایا! آپ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مومن وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مومن محفوظ رہیں۔ اور اس کو وسعت دیں تو یہ مطلب ہو گا کہ ہر وہ شخص محفوظ رہے جو امن سے رہنے والا اور سلامتی بھیجنے والا ہے۔

س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمدردی خلق کا کیا نمونہ پیش فرمایا؟

ج: فرمایا! غریبوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا اور حق ادا کرنے کا اس قدر احساس تھا کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد کے برابر بھی سونا آ جائے تو تیسرا دن چڑھنے سے پہلے میں اسے تقسیم کر دوں۔ جنگ کے اصولوں پر آپ نے سختی سے عمل کروائے کہ کسی معصوم کو قتل نہیں کرنا۔ عورتوں اور بچوں کو قتل نہیں کرنا۔ راہبوں کو قتل نہیں کرنا۔ درختوں کو نہیں کاٹنا کیونکہ یہ حرکات امن کو برباد کرنے والی اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے والی ہیں۔ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو خود سلامتی ہے سلام ہے۔ اس کی صفات کے خلاف ہے یہ کہ اس قسم کی حرکت اس کے ماننے والے کریں۔

س: خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے گئے ہدایت کے کن ذرائع کا ذکر فرمایا؟

ج: اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا کہ تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ایک کتاب مبین ہے جو ہر قسم کے مسائل کو بیان کرنے والی ہے۔ پس تم اس کتاب سے ہدایت حاصل کرو لیکن تم خود ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے اس کو سمجھنے کے لئے اس رسول کی طرف دیکھو جو اس کا کامل نمونہ ہے۔

س: دشمنوں سے حسن سلوک کی آنحضور ﷺ نے کیا تعلیم بیان فرمائی؟

ج: اگر دشمن کی طرف سے جنگ کی حالت پیدا کی گئی تو وہاں بھی آپ نے ہر معصوم کی جان کی ضمانت دی۔ جنگی قیدیوں سے نرمی کا سلوک کر کے انہیں آزاد کیا۔

س: حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نصیحت بیان فرمائی؟

ج: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنو! تمہارے اموال اور تمہارے خون اور تمہاری آبروئیں اسی طرح قابل احترام اور مستحق حفاظت ہیں اور ان کی ہتک تمہارے لئے حرام ہے جس طرح یہ دن یہ شہر اور یہ مہینہ تمہارے لئے قابل احترام اور لائق ادب ہے اور جس کی ہتک تم پر حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو کئی بار دہرایا پھر آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے میرے اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ...... مطبع: ضیاء الاسلام پریس ...... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ ...... قیمت 5 روپے

اہل کتاب کا گروہ صالحین

اہل کتاب صحابہؓ زہد وتقویٰ اور عبادت و ریاضت میں ضرب المثل تھے

عبدالسمیع خان

قرآن کریم کی صداقت، عالمگیریت اور مذہبی رواداری کا یہ ایک عظیم الشان ثبوت ہے کہ وہ سچائی اور نیکی کا ان معنوں میں اجارہ دار نہیں بنتا کہ قرآن کے پیروکاروں کے علاوہ اور کہیں نیکی نہیں پائی جاتی اور دیگر تمام لوگ بدکار اور گمراہ ہیں۔

قرآن کریم یقیناً کامل کتاب اور کامل شریعت ہونے کا مدعی ہے لیکن وہ دوسری اقوام میں بھی فطری نیکی اور صداقت پائے جانے کا بھی اعلان کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم جہاں اہل کتاب کی طرف سے قرآن کریم کے انکار اور اس کی بلاجواز مخالفت کا ذکر کرتا ہے وہاں یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اہل کتاب میں ایک طبقہ فطری طور پر سعادت سے بہرہ مند ہے اس کے اندر نیکی کی روح اور سچائی کا تخم موجود ہے اور وہ بہت سی خوبیوں اور نیک صفات کے جامع ہیں۔

اس کا ایک نمونہ سورۃ آل عمران کی یہ آیت ہے۔

''اہل کتاب میں سے بعض لوگ یقیناً ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور جو کچھ تم پر اتارا گیا ہے اس پر اور جو کچھ ان پر اتارا گیا اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ساتھ ہی وہ اللہ کے آگے فروتنی بھی اختیار کرنے والے ہیں اور اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑا مول نہیں لیتے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے اعمال کا بدلہ ان کے رب کے پاس ان کے لئے محفوظ ہے۔ اللہ یقیناً جلد حساب کرنے والا ہے''۔ (آل عمران: 200)

یہی مضمون قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے جس میں اہل کتاب کے ایک حصے کے تقویٰ اور پاکیزگی اور طہارت کی گواہی دی گئی ہے اور دیگر اہل کتاب کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے اور ایمان لانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

قرآن کریم کے اس دعویٰ کا تاریخی ثبوت یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک طبقہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور انہوں نے شریعت حقہ کو قبول کرلیا اور اسلام میں بہت بلند مقامات حاصل کئے اور قبول اسلام سے پہلے بھی یہ لوگ اپنی قوموں میں معزز اور نیک ناموں سے یاد کئے جاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہود کو ان کے اسلام کی خبر دیئے بغیر ان کے بارہ میں رائے دریافت فرمائی تو انہوں نے بالاتفاق گواہی دی۔

خیرنا وابن خیرنا سیدنا وابن سیدنا واعلمنا وابن اعلمنا

وہ ہم میں سے سب سے بہتر اور سب سے بہتر آدمی کے بیٹے ہیں۔ وہ ہمارے سردار ہیں اور سردارزادہ ہیں وہ ہم میں سے سب سے زیادہ عالم اور سب سے بڑے عالم کے بیٹے ہیں۔

مگر جب رسولؐ اللہ نے انہیں بتایا کہ عبداللہ بن سلام نے اسلام قبول کرلیا ہے تو یہود نے اپنے پہلے بیان کے برعکس کلمات استعمال کرنا شروع کر دیئے۔

(صحیح بخاری از محمد بن اسماعیل بخاری کتاب التفسیر سورۃ البقرہ باب واذ قلنا ادخلوا)

اس واقعہ سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہود دل سے ان کی نیکی کے قائل تھے۔ پس بعید نہیں کہ ان اہل کتاب کی انہیں نیکیوں کی وجہ سے خدا نے انہیں دین اسلام کے لئے چن لیا جس طرح حضرت حکیم بن حزامؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں اپنے زمانہ جاہلیت کی بعض نیکیوں کا ذکر کرتے ہوئے استفسار کیا کہ کیا ان کا بھی اجر ملے گا تو رسولؐ اللہ نے فرمایا:

اسلمت علیٰ ماسلف من خیر

''تیری زمانہ ماضی کی نیکیوں کے اجر کے طور پر ہی تو خدا نے تجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب من تصدق فی الشرک ثم اسلم)

پس فی الحقیقت ان کا اسلام بلکہ اعلیٰ درجے کا اسلام ان کے ماضی کی نیکیوں کی قبولیت کی علامت ہے۔

یہ لوگ کتنے تھے اور کون کون تھے؟ مختلف تفاسیر اور احادیث اور کتب تاریخ میں ان کا ذکر بکھرا پڑا ہے۔ مگر ان کی زیادہ تفصیل اور حالات نہیں ملتے جن کا ذکر یقینی طور پر ملتا ہے محققین نے ان کو جمع کرکے بتایا ہے کہ اہل کتاب میں سے کم از کم 63 مردوں اور 8 عورتوں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ان کے سابقہ مذاہب کی تفصیل یہ ہے۔

		یہود سے آنے والے	عیسائیوں سے آنے والے
مرد	63	39	24
عورتیں	8	3	5
کل اہل کتاب	71	42	29

قریباً 11 صحابہ اور صحابیات ایسے ہیں جن کے متعلق اہل کتاب ہونے کا امکان تو ہے مگر پورے یقین سے یہ بات کہنا مشکل ہے کیونکہ تفاصیل دستیاب نہیں ہوئیں۔ اگر ان کو بھی ملا لیا جائے تو کل تعداد 82 بنتی ہے۔

(اہل کتاب صحابہ وتابعین از حافظ مجیب اللہ ندوی معارف پریس اعظم گڑھ 1951ء)

اہل کتاب کی تعریف میں نازل ہونے والی بعض آیات کے شان نزول میں صحابہ اور مفسرین نے ان صحابہ کے نام بھی بیان کئے ہیں اور بعض دفعہ ان صحابہ نے خود بیان کیا کہ یہ آیت ہمارے متعلق نازل ہوئی۔ مثلاً مذکورہ بالا سورۃ آل عمران کی آیت 200 کی تفسیر میں نجاشی شاہ حبشہ کا ذکر مختلف رنگوں میں ملتا ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ جب صحابہ حبشہ میں پناہ گزیں تھے تو نجاشی کو کسی دشمن حملہ آور کا مقابلہ کرنا پڑا صحابہ نے نجاشی کو مدد کی پیشکش کی تا کہ اس کے احسان کا بدلہ چکا سکیں مگر نجاشی نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی نصرت سے آنے والی بیماری انسانوں کی مدد سے حاصل ہونے والی دوا سے زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ اسی معاملہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(مستدرک از امام حاکم کتاب التفسیر سورۃ آل عمران جلد 2 ص 300 مطبوعہ النصر الحدیثہ ریاض سعودی عرب)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب شاہ حبشہ نجاشی کی وفات ہوئی تو آنحضور ﷺ نے صحابہ کو اس کا جنازہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا اس پر بعض منافقوں نے کہا کہ کیا ہم کافر کا جنازہ پڑھیں گے اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر طبری جلد 4 ص 146 از امام ابن جریر طبری دارالمعرفۃ بیروت 1983ء)

ابن جریج اور ابن زید کی روایت ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت چالیس اہل نجران کے بارے میں نازل ہوئی جو عیسائیت سے اسلام میں داخل ہوئے تھے ان میں سے 32 سرزمین حبشہ کے تھے اور آٹھ رومی تھے۔

(تفسیر غرائب القرآن برحاشیہ طبری جلد 4 ص 172 از حسن بن محمد بن حسین القمی دارالمعرفۃ بیروت 1983ء)

سورۃ آل عمران کی آیت 114 اس طرح ہے۔

سب لوگ برابر نہیں ہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک جماعت ایسی بھی ہے جو اپنے عہد پر قائم ہے وہ رات کے اوقات میں اللہ کی آیتوں کو پڑھتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں وہ اللہ پر اور آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں اور یہ لوگ نیکوں میں سے ہیں۔ (آل عمران: 115,114)

اس آیت کے متعلق ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن سلامؓ ثعلبہؓ بن سعیہ، اسیدؓ بن سعیہ، اسدؓ بن عبیدؓ اور بعض دیگر یہود نے اسلام قبول کیا تو یہودیوں نے کہا کہ محمدؐ کی اتباع تو ہمارے شریر لوگ کر رہے ہیں اگر وہ ہمارے بہترین لوگ ہوتے تو اپنے دین کو نہ چھوڑتے اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر قرطبی جلد 4 ص 175 موسومہ الجامع لاحکام القرآن دارالکتب المصریہ 1967ء)

ایک دوسری روایت میں مذکورہ ناموں کے علاوہ عبداللہ بن سلام کے بھائی ثعلبہ بن سلام، سعیہ، بشر، اسید بن کعب اور اسد بن کعب کے نام بھی لئے گئے ہیں۔

(الدرالمنثور فی التفسیر الماثور جلد 2 ص 65 از علامہ جلال الدین سیوطی دارالمعرفۃ البیروت)

سورۃ القصص کی آیات 52 تا 56 حسب ذیل ہیں۔

''اور ہم ان کے لئے پے در پے وحی اتارتے رہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ وہ لوگ جن کو ہم نے اس قرآن سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس قرآن پر دل میں ایمان رکھتے ہیں اور جب وہ قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لاتے ہیں یہ ہمارے رب کی طرف سے برحق کلام ہے ہم تو اس دن سے پہلے ہی مسلمان تھے۔ ان لوگوں کو ان کا بدلہ ان کے صبر کی وجہ سے دو دفعہ ملے گا اور وہ نیکی سے بدی کا مقابلہ کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کو خرچ کرتے ہیں اور یہودیوں میں سے مسلمان ہونے والے جب کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے کافرو ہمارے عمل ہمارے لئے ہیں اور تمہارے عمل تمہارے لئے ہیں تم پر سلامتی نازل ہو یعنی خدا تمہیں ایمان نصیب کرے ہم جاہلوں سے تعلق رکھنا پسند نہیں کرتے۔

حضرت رفاعۃ القرظیؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیات اہل کتاب میں سے مسلمان ہونے والے دس افراد کے بارہ میں نازل ہوئیں اور میں بھی ان میں سے ایک تھا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے کہ یہ آیات اہل کتاب میں سے مسلمان ہونے والوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں جن میں حضرت سلمان فارسیؓ اور عبداللہؓ بن سلام بھی شامل ہیں۔

(درمنثور جلد 5 ص 131 از علامہ جلال الدین سیوطی دارالمعرفۃ بیروت)

حضرت عطیہ القرظیؓ بھی اپنے آپ کو ان آیات کا مصداق بتاتے ہیں۔

(طبری جلد 20 ص 56 از امام ابن جریر طبری دارالمعرفۃ بیروت 1983ء)

حضرت سعیدؓ ان آیات کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ حبشہ میں حضرت جعفرؓ کی تبلیغ سے نجاشی کے عیسائی ساتھیوں میں سے 40 افراد نے اسلام قبول کیا جن میں 32 حبشہ کے اور 8 شامی تھے ان میں حضرت بحیراؓ، حضرت ابرہہؓ، حضرت اشرفؓ، حضرت تمامؓ، حضرت ادریسؓ، حضرت

ایمنؓ، حضرت نافعؓ اور حضرت تمیمؓ شامل تھے۔
(اسد الغابۃ جلد 1 ص 44 از علامہ ابن اثیر مطبع اسلامیہ طہران)

حضرت عامر الشافعیؓ کا نام بھی ان میں شامل کیا گیا ہے۔
(اہل کتاب صحابہ و تابعین ص 68 از حافظ مجیب اللہ ندوی 1951ء معارف پریس اعظم گڑھ)

اولئک یؤتون اجرھم مرتین کی وضاحت احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ نے جب قیصر روم کو دعوت اسلام دی تو اس خط میں تحریر فرمایا کہ اگر تو اسلام قبول کرلے گا تو تجھے خدا دوگنا اجر دے گا۔ (صحیح بخاری باب بدء الوحی)

رسول اللہؐ نے فرمایا:

تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جن کو دوگنا اجر دیا جائے گا ان میں سے ایک قسم اہل کتاب کا وہ فرد ہے جو پہلے اپنے نبی پر ایمان لایا تھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا۔
(صحیح بخاری کتاب العلم باب تعلیم الرجل امتہ واھلہ)

شھد شاھد من بنی اسرآئیل

سورۃ احقاف آیت 11 میں ہے۔

یعنی بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ یہ گواہی دے چکا ہے کہ اس کی مانند ایک شخص ظاہر ہوگا وہ تو ایمان لے آیا اور تم تکبر سے کام لے رہے ہو۔

اس آیت کا ایک مصداق حضرت میمون بن یامینؓ کو قرار دیا گیا ہے۔
(اسد الغابۃ جلد 4 ص 427 از علامہ ابن اثیر مطبع اسلامیہ طہران)

حضرت عبد اللہ بن سلامؓ اپنے آپ کو اس مذکورہ بالا آیت کا بھی نیز سورۃ الرعد آیت 44 (تو کہہ دے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے اور وہ شخص بھی گواہ ہے جس کے پاس اس کتاب کا علم آچکا ہے) کا مصداق قرار دیتے ہیں۔
(ترمذی کتاب التفسیر سورۃ احقاف از امام محمد بن عیسیٰ ترمذی)

سورۃ مائدہ کی آیت 83 تا 86 بھی اہل کتاب میں سے نصاریٰ کی تعریف میں ہے۔

تو مومنوں سے عداوت رکھنے میں یقیناً یہودیوں کو اور ان لوگوں کو جو مشرک ہیں سب سے زیادہ سخت پائے گا اور تو مومنوں سے محبت کرنے کے لحاظ سے ان میں سے سب سے قریب یقیناً ان لوگوں کو پائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ بات اس وجہ سے ہے کہ ان میں کچھ لوگ عالم اور عابد ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے اور جب وہ اس کلام الٰہی کو سنتے ہیں جو اس رسول پر اتارا گیا ہے تو اے مخاطب تو دیکھتا ہے کہ جس قدر حق انہوں نے پہچان لیا ہے اس کی وجہ سے ان کی آنکھیں آنسوؤں کے زور سے بہہ پڑتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمارا نام بھی گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔

اور (کہتے ہیں کہ) ہمیں کیا ہوگیا ہے کہ ہم اللہ پر اور اس سچائی پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں حالانکہ ہم خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں میں داخل کرے۔ پس اللہ ان کی اس بات کے بدلہ میں انہیں وہ بہشت عطا فرمائے گا جن کے اندر نہریں بہتی ہوں گی (وہ) ان میں بستے چلے جائیں گے اور یہی نیکوکاروں کا بدلہ ہے۔

روایات میں ہے کہ جب شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ نے قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کی تو وہ اور اس کے ساتھ اس کلام الٰہی کو سن کر آبدیدہ ہوگئے اور ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔
(مسند احمد بن حنبل جلد 1 ص 203 مکتب اسلامی بیروت 1978ء)

یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ نجاشی نے اپنی قوم کے 70 چنیدہ افراد کو اپنا نمائندہ بنا کر اسلام قبول کرنے کے لئے رسول کریمؐ کی خدمت میں بھجوایا اور یہ لوگ قسیس اور رہبان تھے ان میں حضرت بحیراؓ، حضرت ادریس، حضرت اشرف، حضرت ابرھہ، حضرت ثمامہ، حضرت قثم، حضرت درید اور حضرت ایمن شامل تھے۔
(تفسیر قرطبی جلد 6 ص 256 موسومہ الجامع لاحکام القرآن دار الکتب المصریہ 1967ء)

بیہقی نے دلائل میں لکھا ہے:

حضرت سلمان فارسی جب اسلام لائے اور رسول اللہ کی خدمت میں اپنے سابقہ حالات عرض کئے اور ان اہل کتاب بزرگوں کا ذکر کیا جنہوں نے ان کو آخری رسول کی بشارت دی تھی تو رسول اللہؐ نے حضرت سلمان فارسی کے سامنے یہ آیات تلاوت کیں اور فرمایا کہ تیرے یہ راہنما درحقیقت نصاریٰ نہیں مسلمان تھے۔
(درمنثور جلد 2 ص 304 از علامہ جلال الدین سیوطی دار المعرفۃ بیروت)

سورۃ الشعراء کی آیت 198 یہ ہے۔

ولم یکن لھم اٰیۃً ......

کیا ان کے لئے یہ نشان کم ہے کہ اس قرآن کو علمائے بنی اسرائیل بھی پہچانتے ہیں ان علماء سے جو لوگ مراد ہیں ان میں مفسرین حضرت ثعلبہ بن قیسؓ کا نام بھی لیتے ہیں۔
(اہل کتاب صحابہ و تابعین ص 20 از حافظ مجیب اللہ ندوی معارف پریس اعظم گڑھ 1951ء)

مختصر تعارف

اس مضمون میں مختلف آیات کے شان نزول میں جن اہل کتاب صحابہ کے نام بیان کئے گئے ہیں یہاں ان کا یکجائی ذکر مختصر تعارف کے ساتھ مناسب ہوگا۔

1۔ حضرت عبد اللہ بن سلامؓ۔ یہود کے قبیلہ بنی قینقاع میں سے تھے۔ اسلام میں بلند مقام حاصل کیا۔

2۔ حضرت نجاشیؓ۔ حبشہ کے عیسائی حکمران تھے۔ قبول اسلام کی توفیق پائی۔ رسول اللہؐ نے غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھائی۔

3۔ حضرت ثعلبہؓ بن سعیہؓ۔ یہود کے قبیلہ بنوقریظہ میں سے تھے۔ غزوہ بنوقریظہ کے بعد اسلام لائے۔

4۔ حضرت اسید بن سعیہ۔ یہود کے قبیلہ بنی ہدل میں سے تھے۔ غزوہ قریظہ کے زمانہ میں اسلام لائے۔

5۔ حضرت اسد بن عبیدؓ۔ بنوقریظہ میں سے تھے۔ غزوہ بنوقریظہ کے بعد اسلام لائے۔

6۔ حضرت ثعلبہ بن سلامؓ۔ یہود مدینہ میں سے تھے۔ علماء بنی اسرائیل میں شامل تھے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام کے بھائی تھے۔

7۔ حضرت سعیہؓ۔ ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

8۔ حضرت بشرؓ۔ ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

9۔ حضرت اسید بن کعبؓ۔ بنوقریظہ میں سے تھے۔ غزوہ قریظہ کے وقت بھائی اسد کے ساتھ اسلام قبول کیا۔

10۔ حضرت اسد بن کعبؓ۔ بنوقریظہ میں سے تھے۔ غزوہ بنوقریظہ کے وقت اسلام قبول کیا۔ اسید کے بھائی تھے۔

11۔ حضرت رفاعۃ القرظیؓ۔ بنوقریظہ میں سے تھے۔ دین کی خاطر بہت تکالیف اٹھائیں۔

12۔ حضرت سلمان فارسیؓ۔ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ رسول اللہؐ نے ان کو اہل بیت میں سے قرار دیا۔

13۔ حضرت عطیہ القرظیؓ۔ بنوقریظہ میں سے تھے۔ غزوہ بنوقریظہ کے بعد اسلام لائے۔

14۔ حضرت بحیراؓ۔ حبشہ کے رہنے والے عیسائی تھے۔ حضرت جعفرؓ کے ساتھ مدینہ آئے۔ آپ سے ایک حدیث مروی ہے۔

15۔ حضرت ابرھہؓ۔ حبشہ کے رہنے والے عیسائی تھے۔ نجاشی کے ساتھ اسلام قبول کیا۔

16۔ حضرت اشرفؓ۔ حبشہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت جعفرؓ کے ساتھ مدینہ آنے والے وفد میں شامل تھے۔

17۔ حضرت تمامؓ۔ آپ بھی حبشہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت جعفرؓ کے وفد کے ساتھ آئے۔

18۔ حضرت ادریسؓ۔ آپ بھی حبشہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت جعفرؓ کے وفد کے ساتھ آئے۔

19۔ حضرت ایمنؓ۔ آپ بھی حبشہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت جعفرؓ کے وفد کے ساتھ آئے۔

20۔ حضرت نافعؓ۔ حبشہ کے عیسائی تھے۔ حضرت جعفرؓ کے ساتھ مدینہ آئے۔

21۔ حضرت تمیم داریؓ۔ شام کے عیسائی تھے۔ 9ھ میں اسلام قبول کیا۔ حضرت عمرؓ نے تراویح میں عورتوں کا امام بنایا۔ آپ نے مسجد نبوی میں پہلی دفعہ تیل کی قندیلیں روشن کیں۔

22۔ حضرت عامر الشافعیؓ۔ حبشہ کے عیسائی تھے۔ حضرت جعفرؓ کے ساتھ مدینہ آئے۔

23۔ حضرت میمون بن یامینؓ۔ بنوقریظہ کے احبار میں سے تھے۔ رسول اللہ کی مدینہ آمد پر اسلام قبول کیا۔

24۔ حضرت ثمامہؓ۔ حبشہ کے عیسائی تھے۔ نجاشی کے بھیجے ہوئے وفد میں مدینہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

25۔ حضرت قثمؓ۔ حبشہ کے عیسائی تھے۔ نجاشی کے بھیجے ہوئے وفد میں مدینہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

26۔ حضرت دریدؓ۔ حبشہ کے عیسائی تھے۔ شدت زہد کی وجہ سے "راھب" ان کے نام کا جزو بن گیا تھا۔

27۔ حضرت ثعلبہ بن قیسؓ۔ یہود مدینہ میں سے تھے۔ علمائے بنی اسرائیل میں شمار ہوتے تھے۔

الغرض یہ اس خوش نصیب طبقہ کے افراد ہیں۔ جنہیں خدا نے اہل کتاب میں سے نہ صرف اسلام قبول کرنے کی توفیق دی بلکہ دگنے اجر کا مستحق ٹھہرایا۔

پاک نمونے

قرآن کریم نے مختلف آیات میں ان صحابہ کی جو صفات بیان کی ہیں وہ قلبی کیفیات سے تعلق رکھتی ہیں جو درحقیقت خدا اور بندے کے درمیان ایک ایسا معاملہ ہے جو عام طور پر دنیا سے مخفی ہوتا ہے۔ لیکن ان اعلیٰ صفات کے ظاہری ثبوت کے طور پر تاریخ نے کچھ واقعات محفوظ کئے ہیں جو خدا تعالیٰ کی خشیت اور سچے ایمان پر بڑے گہرے رنگ میں دلالت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر چند واقعات پیش ہیں۔

حضرت تمیم داریؓ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جو زہد وتقویٰ اور عبادت و ریاضت میں ضرب المثل تھے آپ کی نماز تہجد میں شاید ہی کبھی ناغہ ہوتا اور تہجد میں بسا اوقات ایک آیت اتنی بار دہراتے کہ پوری رات ختم ہوجاتی ایک مرتبہ تہجد میں سورۃ الجاثیہ کی آیت 22۔ ام حسب الذین ...... ساری رات تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔
(اسد الغابہ از ابن اثیر جزری جلد 1 ص 215 مکتبہ اسلامیہ طہران)

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر بھی رہے مگر دنیاوی لذات سے ہمیشہ کنارہ کش رہے بطور گورنر جو تنخواہ ملتی۔ وہ ساری مستحقین میں تقسیم کر دیتے اور چٹائی بن کر اس کی آمد سے گزارہ کرتے عمر بھر گھر نہیں بنایا جہاں کہیں دیوار یا درخت کا سایہ ملتا پڑ رہتے ایک شخص نے اجازت چاہی کہ آپ کے لئے مکان بنادوں تو انکار کردیا اور اس کے اصرار کے باوجود اجازت نہ دی آخر اس نے کہا کہ میں آپ کی مرضی کے مطابق گھر بناؤں پوچھا وہ کیسا اس نے کہا اتنا مختصر کہ کھڑے ہوں تو سر چھت سے مل جائے اور لیٹیں تو پیر دیواروں سے لگیں فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ چنانچہ

اس نے ایک جھونپڑی بنادی۔

(الاستیعاب فی اسماء الاصحاب از علامہ ابن عبدالبر مطبع مصطفیٰ محمد مصر 1939ء)

وفات کے وقت گھر کا پورا اثاثہ بیس بائیس درہم سے زیادہ نہ تھا بستر میں معمولی سا بچھونا تھا اور دو اینٹیں جن کا تکیہ بناتے تھے اور اس پر بھی روتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان کا ساز و سامان ایک مسافر سے زیادہ نہ ہو اور میرا یہ حال ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 5 ص 438 مکتب اسلامی بیروت)

ورع اور احتیاط کا یہ عالم تھا کہ خادم کو گوشت کی بوٹیاں اپنے برابر گن کر دیا کرتے تھے کہ مبادا اس کی طرف سے کوئی سوءِ ظن پیدا ہو۔

(اہل کتاب صحابہ و تابعین از مجیب اللہ ندوی معارف پریس اعظم گڑھ 1951ء)

حضرت عبداللہ بن سلام کو آنحضرتؐ نے اسی دنیا میں جنت کی بشارت دی اور فرمایا:

یہ دس جنتیوں میں سے ایک ہیں۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ از ابن حجر عسقلانی جلد 2 ص 313 مطبع مصطفیٰ محمد مصر 1939ء)

آپ ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لا رہے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ کو خدا نے اس سے مستغنی کیا ہے یعنی دولت عطا فرمائی ہے تو فرمایا۔

یہ ٹھیک ہے مگر میں اس سے کبر و غرور کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں۔

(تذکرۃ الحفاظ از علامہ شمس الدین ذھبی جلد 1 ص 26۔ دائرۃ المعارف النظامیہ طبع ثانی 1333ھ)

حضرت شمعونؓ کے متعلق لکھا ہے کان یکثر السجود کہ وہ بہت نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

ایک غزوہ سے واپس آئے کھانا کھایا اور وضو کر کے سجدہ شکر ادا کرنے کے لئے مسجد میں چلے گئے کوئی سورۃ پڑھنی شروع کی اور رات بھر وہی پڑھتے رہے فجر کے بعد جب گھر تشریف لائے تو بیوی نے کہا غزوہ سے واپسی پر کچھ آرام کر لیتے تو فرمایا مجھے یاد الٰہی میں کوئی دوسری یاد نہیں آتی میں قرآن کریم میں غور فکر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوگئی۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ از ابن حجر عسقلانی جلد 2 ص 153 مطبع مصطفیٰ محمد مصر 1939ھ)

اسلام قبول کرنے کے جرم میں یوں تو تمام اہل کتاب صحابہ ابتلاؤں اور آزمائشوں سے گزرے مگر حضرت اسید بن سعیہ، اسد بن عبید، اسد بن کعب اور رفاعۃ القرظی دوسروں کی نسبت زیادہ مشکلات کا شکار ہوئے مگر ان سب نے دین کی راہ میں آنے والی تمام مشکلات کو خندہ پیشانی سے قبول کیا مگر اپنے ایمان پر آنچ نہ آنے دی۔

پس عظیم ہے قرآن کریم جو کسی صداقت اور سچائی سے خالی نہیں اور ہر قوم کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرتا ہے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

دعوت الی اللہ کے دس اہم ذرائع

جری اللہ راشد صاحب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت محمد ﷺ کو داعی الی اللہ (سورۃ احزاب آیت نمبر 47) قرار دیا ہے۔ یوں تو ہر نبی ہی اپنی قوم کے لئے داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ لیکن خاص طور پر آپ کو جو اللہ تعالیٰ نے داعی الی اللہ قرار دیا ہے وہ دو باتیں ظاہر کرنے کے لئے ہے ایک تو یہ کہ آپؐ تمام انبیاء میں سب سے کامیاب اور سب سے کامل داعی الی اللہ ہیں اور دوسرے یہ ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ آپؐ کی دعوت الی اللہ دوسرے انبیاء کی طرح نہ تو مختص القوم ہے اور نہ ہی محدود الوقت بلکہ آپؐ کی تبلیغ کا دائرہ دنیا کی تمام قوموں اور تمام زمانوں پر محیط ہے۔ اور اس عظیم ذمہ داری کو آپؐ نے جس طرح سے نبھایا اور جس طرح اس کا حق ادا کیا وہ قیامت تک کے لئے ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے جب ہم آپؐ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو بہت سے پرحکمت اور مؤثر طریق اور ذرائع ہمارے سامنے آتے ہیں جنہیں آپؐ نے پیغام حق پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اختیار فرمایا۔

پہلا ذریعہ ''دعا''

دعوت الی اللہ کا سب سے اول اور بنیادی ذریعہ آپؐ کی درد اور سوز میں ڈوبی ہوئی وہ مضطربانہ اور کربناک دعائیں تھیں جو عرش الٰہی تک پہنچیں اور دلوں کو بدل دیا۔ اور درحقیقت دعا ہی دعوت الی اللہ کے تمام ذرائع کی روح اور جان ہے۔ دعاؤں کی برکت سے ہی آپؐ کے تمام ذرائع تبلیغ مؤثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوئے۔ دعا کی اس حقیقت کو سیدنا حضرت مسیح موعود اپنی کتاب برکات الدعا میں یوں بیان فرماتے ہیں:۔

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بےکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔''

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد نمبر 6 ص 10 تا 11)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

''ہر احمدی بہرحال اس بات سے اپنی (۔) کا آغاز کرے کہ فوری طور پر نہایت سنجیدگی سے دعا کرے اور روزانہ پانچوں وقت اس کو اپنے اوپر لازم کرے وہ خدا سے یہ التجا کرے کہ اے خدا ہمیں یہ توفیق عطا فرما کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرسکیں اور تیری نظر میں داعی الی اللہ بننے کا جو حق ہے اس کو ادا کرنے لگ جائیں۔''

''اگر ساری جماعت یہ دعائیں شروع کر دے تو دیکھتے دیکھتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں عظیم الشان انقلاب برپا ہونے لگیں گے۔

پس دعا پر بہت زور دیں۔ دعا پر بہت زور دیں کیونکہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ اول بھی دعا ہے اور آخر بھی دعا ہے اگر داعی الی اللہ بننا ہے تو اللہ سے دعائیں کرنا ہوں گی۔ اس سے مدد مانگے بغیر کس طرح داعی الی اللہ بن جائیں گے جس کی طرف بلانا چاہتے ہیں اس سے محبت اور پیار کئے بغیر اس کی طرف کیسے بلائیں گے۔''

(الفضل 31 مئی 1983ء)

دوسرا ذریعہ ''اخلاق حسنہ''

دوسرا اہم اور مؤثر ترین ذریعہ دعوت الی اللہ آپؐ کا عملی نمونہ یعنی اخلاق حسنہ تھے۔ جن کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے یہ گواہی دی کہ انک لعلی خلق عظیم۔ (سورۃ القلم آیت نمبر 5) یقیناً آپؐ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔ یہ آپؐ کے عظیم الشان اخلاق ہی تھے جنہیں دیکھ کر بدترین دشمن بھی آپؐ کے دوست اور خیرخواہ بن گئے اور سخت سے سخت دل بھی موم ہوگئے اور یہ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق ہی تھے کہ جنہوں نے دلوں کو جیت لیا جو جادو کی طرح اثر کرتے اور آن واحد میں انسان کی کایا ہی پلٹ جاتی۔ وہ بوڑھی عورت جس کے سامان کی گٹھڑی اپنے سر پہ اٹھا کر اس کی منزل تک چھوڑ کر آئے جو آپ کو پہچانتی نہ تھی اور تمام رستے آپ کو برا بھلا کہتی رہی لیکن آپؐ خاموشی سے اس کی ساری باتیں سنتے رہے صرف اس لئے کہ اگر اسے بتا دیا کہ میں ہی محمدؐ ہوں تو کہیں اس نیکی سے جس کی مجھے توفیق مل رہی ہے محروم نہ رہ جاؤں۔ منزل پہ پہنچ کر جب اس عورت کو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ہی محمدؐ ہیں تو وہیں اسی وقت اسلام قبول کر لیتی ہے کیونکہ اس کے دل نے یہ گواہی دی کہ جس انسان کے ایسے اخلاق ہوں وہ جھوٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور پھر فتح مکہ کے دن آپؐ نے لا تثریب علیکم الیوم کا اعلان کر کے سب کو معاف کر دیا اور عفو و درگزر کی ایسی مثال قائم کردی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

ایک مثالی شخصیت اور ذاتی نمونہ کا ہونا اجتماعی تربیت کے لئے بالعموم اور انفرادی تربیت کے لئے بالخصوص سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔ اسی بناء پر خالق کائنات نے آپؐ کو اسوہ حسنہ بنا کر مبعوث فرمایا۔

پس یہ آپؐ کے اخلاق کا حسن ہی تھا جس نے صحابہؓ کو آپ کا دیوانہ بنا دیا اور وہ ہر وقت آپؐ پر پروانوں کی طرح قربان ہونے کے لئے تیار رہتے تھے۔ آپؐ کے حسن و احسان کا یہ رنگ دیکھئے۔ ایک دفعہ جب آپؐ جنگ حنین کے لئے محو سفر تھے کہ ایک صحابی ابورہم کی اونٹنی آپ کی اونٹنی سے بھڑ گئی اور ان کے جوتے کا کنارہ آپؐ کی ران سے ٹکرا گیا اور اس پر خراش آگئی جس سے آپ کو سخت تکلیف پہنچی۔ آپؐ نے ابورہم کے پاؤں پر ہلکا سا کوڑا مار کر فرمایا ابورہم پاؤں ہٹاؤ میری ران میں خراش آگئی ہے۔ ابو رہم بہت ہی خوفزدہ ہوئے کہ شائد وحی کے ذریعے اس گستاخی کی تنبیہ ہو۔ صبح جب قافلہ خیمہ زن ہوا تو وہ حسب معمول اونٹ چرانے نکل گئے مگر دل میں کھٹکا بدستور موجود تھا اس لئے واپس آتے ہی لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہؐ نے یاد فرمایا ہے یہ سن کر اور بھی گھبرائے کہ جس بات کا اندیشہ تھا وہی ہوا۔ چنانچہ یہ ڈرتے ڈرتے حاضر خدمت ہوئے مگر یہ قیصر و کسریٰ کی بادشاہی نہ تھی جہاں ادنیٰ سی گستاخی بھی سخت ترین سزا کا مستحق بنا دیتی تھی بلکہ یہ رحمۃ للعالمین کا دربار تھا جہاں آقا و غلام اور امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں تھا۔ ابورہم پیش ہوئے تو رسول اللہؐ نے فرمایا تم نے کل مجھے تکلیف پہنچائی تھی اس کے بدلہ میں میں نے تمہارے پیر کو کوڑے سے ہٹایا تھا۔ اب اس کے عوض یہ اسّی بکریاں لے لو۔ ابورہمؓ کہتے ہیں کہ آپؐ کی اس وقت کی رضامندی میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔ (سنن الدارمی)

تیسرا ذریعہ
''پوشیدہ دعوت الی اللہ''

منصب نبوت پر فائز ہونے کے معاً بعد ابتداء

میں آپؐ نے تبلیغ کا کام انتہائی خاموشی سے اور خفیہ رکھ کر کیا۔ اور صرف ان لوگوں تک تبلیغ اور رابطے کے کام کو محدود رکھا جن کے ساتھ پہلے ہی آپؐ کا انتہائی قربت اور دوستی کا تعلق تھا۔ اور یہ دور جس میں آپؐ نے اپنی تبلیغ کو صیغہ راز میں رکھا تین سال تک جاری رہا۔ اس عرصہ کے دوران آپ کو جو روحانی پھل عطا ہوئے ان میں حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن حارثہؓ کے نام شامل ہیں۔

چوتھا ذریعہ ”اقرباء کو دعوت“

اس کے بعد آپؐ نے اپنی تبلیغ کا دائرہ وسیع کیا اور اپنے عزیز رشتہ داروں کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اس کے لئے آپؐ نے اپنے اقرباء کو ایک دعوت طعام دی۔ اس دعوت میں چالیس افراد شامل ہوئے۔ دعوت طعام کے بعد جب آپؐ نے دعوت حق دی تو اس پر آپؐ کے رشتہ دار سخت ناراض ہوئے اور آپؐ کے پیغام کو کوئی اہمیت نہ دی اور برا بھلا کہتے ہوئے سب اٹھ کر چلے گئے۔ لیکن آپؐ نے پھر بھی اس سلسلہ کو جاری رکھا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر ایک دعوت کا انتظام فرمایا لیکن اس دفعہ آپؐ نے اس بات کو ملحوظ رکھا کہ پہلے آپؐ خطاب فرمائیں گے اور پھر اس کے بعد کھانا پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ جب تمام رشتہ دار جمع ہو گئے تو آپؐ نے کھڑے ہو کر یوں خطاب فرمایا کہ:۔

دیکھو میں تمہاری طرف وہ بات لے کر آیا ہوں کہ اس سے زیادہ اچھی بات کوئی شخص اپنی قوم کی طرف نہیں لایا۔ میں تمہیں ایک خدا کی طرف بلاتا ہوں اگر تم میری بات مان لو تو تم دین و دنیا کی بہترین نعمتوں کے وارث بن جاؤ گے۔ اب تم بتاؤ کہ اس کام میں تم میں سے کون میرا مددگار بنتا ہے۔

آپؐ کا یہ پیغام سن کر مجلس پر سناٹا چھا گیا کچھ وقفے کے بعد مجمع میں سے ایک آواز بلند ہوتی ہے کہ گو میں سب سے کمزور ہوں اور سب سے چھوٹا ہوں مگر میں آپؐ کا ساتھ دوں گا۔

یہ آواز تھی حضرت علیؓ کی۔ اس وقت ان کی عمر صرف تیرہ برس تھی تو ان دو دعوتوں کے نتیجے میں حضرت علیؓ کے وجود میں آپؐ کو عظیم الشان روحانی پھل عطا ہوا۔ مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے دوستوں میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو (-) نہیں کرتے اور ان پر اتنا دباؤ نہیں ڈالتے جتنا ڈالنا چاہئے۔ میں نے ایک دفعہ اس پر خاص طور پر زور دیا اور بعض احمدیوں نے ایسا کیا تو اس کا نمایاں اثر ہوا۔ چنانچہ ایک احمدی دوست نے بتایا کہ میں ایک دن اپنے ایک رشتہ دار کے گھر میں بیٹھ گیا اور اسے کہہ دیا کہ یا تو تم مجھے اپنا ہم خیال بنا لو اور یا تم احمدی بن جاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میرے دلائل چونکہ معقول تھے وہ اس پر اثر کر گئے اور وہ احمدی ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمیں سمجھا دے کہ ہم غلطی پر ہیں تو ہمیں اس کی بات ماننے میں کوئی حرج نہیں لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جماعت کے دوست دلیری سے کام نہیں لیتے۔ آخر یہ صاف بات ہے کہ جس کی دلیل پختہ ہوگی وہ یقیناً دوسرے شخص کو اپنی طرف مائل کر لے گا۔ پس اگر لوگ اپنے اپنے رشتہ داروں کے پاس جائیں تو یقیناً لاکھوں لاکھ لوگ احمدیت کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔“ (تفسیر کبیر جلد ہفتم ص281)

پانچواں ذریعہ ”کھلے عام دعوت“

اس کے بعد آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم فاصدع بما تؤمر (سورۃ الحجر آیت نمبر 95) کے تحت کھلے عام تبلیغ کا طریق اختیار فرمایا۔ اس مقصد کے لئے آپؐ کوہ صفا کی چوٹی پر کھڑے ہو گئے اور مکہ کے ایک ایک قبیلے کا نام لے کر اسے اپنے پاس جمع ہونے کے لئے پکارا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی آواز میں ایسی تاثیر پیدا کر دی تھی کہ تھوڑی ہی دیر میں مکہ کے تمام قبائل آپ کے سامنے جمع ہو گئے۔ گویا دعوت الی اللہ کے لئے یہ ایک جلسہ عام تھا۔ اس موقع پر آپؐ نے تمام قبائل کو مخاطب کر کے فرمایا اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر جرار ہے جو تم پر حملہ کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ تو کیا تم میری اس بات کا یقین کر لو گے۔ اس پر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ اگرچہ ہماری آنکھیں اس لشکر کو نہیں دیکھ رہیں لیکن پھر بھی آپؐ کی بات پر ہمیں کامل یقین ہے کیونکہ آج تک ہم نے آپؐ کے منہ سے کوئی جھوٹی بات نہیں سنی۔ تب آپؐ نے ان کے سامنے توحید کا اور اپنی نبوت کا اعلان کیا اور فرمایا کہ تمہارا ایک ہی خدا ہے جو وحدہ لاشریک ہے اس لئے بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ اس پر اہل مکہ سخت مشتعل ہوئے اور شدید غصے کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ ابولہب نے غصہ سے بھری آواز میں آپؐ کو مخاطب کر کے کہا کہ تبا لك الھذا جمعتنا (بخاری کتاب التفسیر) نعوذ باللہ تجھ پر ہلاکت ہو کیا اس بات کے لئے تو نے ہمیں اکٹھا کیا ہے۔ اور باقی سب لوگ بھی اسی طرح آپ کو برا بھلا کہتے ہوئے اور استہزاء کرتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

چھٹا ذریعہ
”دعوت الی اللہ کے مراکز“

آپؐ نے دعوت حق کے لئے ایک یہ طریق اختیار فرمایا کہ ایک تبلیغی مرکز قائم فرما دیا۔ یہ مرکز تاریخ اسلام میں ’دار ارقم‘ کے نام سے مشہور ہے۔ جو ارقم بن ابی ارقمؓ کا مکان تھا جسے اسی مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ آپؐ اکثر اوقات اس جگہ تشریف فرما ہوتے اور صحابہؓ خود بھی آپؐ سے ملاقات کے لئے آتے اور اپنے زیر تبلیغ افراد کو بھی آپؐ سے ملوانے کے لئے یہاں لے کر آتے تھے۔ اس تبلیغی مرکز کے ذریعے بیسیوں افراد کو قبولیت اسلام کی توفیق ملی۔ اور ان میں سے سب سے نمایاں حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کے نام ہیں۔

ساتواں ذریعہ
”دعوت بر موقع اجتماعات“

مکہ میں دوران سال مختلف اوقات میں جو اجتماعات ہوتے تھے تبلیغی لحاظ سے آپؐ ان مواقع پر خوب فائدہ اٹھاتے۔ ان بڑے بڑے اجتماعات میں ایک تو حج کے ایام تھے اور دوسرے میلوں کے ایام تھے۔ سب سے بڑا میلہ جو ہر سال لگتا تھا ذوالمجنہ کے نام سے مشہور تھا۔ دوسرے نمبر پر عکاظ کا میلہ تھا اور تیسرا بڑا میلہ ذوالمجاز کا تھا۔ ان تمام مواقع پر آپؐ ایک مجاہدانہ رنگ میں تبلیغ کے میدان میں سرگرم عمل ہو جاتے اور ایک ایک خیمے میں جا کر لوگوں کو پیغام حق پہنچاتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب آپؐ کی اس کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں:۔

آنحضرت ﷺ کا قبائل کا دورہ بھی ایک عجیب منظر پیش کرتا ہے۔ ہر دو جہان کا بادشاہ جس کا نام لینے پر بعد کے مسلمان شہنشاہ جن کے نام سے دنیا کانپتی تھی اپنے تختوں سے نیچے اتر آتے تھے۔ قبائل عرب کے بدوی رئیسوں کے خیموں میں جاتا ہے اور ایک ایک رئیس کے خیمہ پر دستک دے کر خالق کونین کا پیغام پیش کرتا ہے اور پیچھے پڑ پڑ کر استدعا کرتا ہے کہ یہ تمہارے بھلے کی چیز ہے، اسے لے لو مگر ہر دروازہ اس کے لئے بند کیا جاتا ہے اور ہر خیمہ سے اس کو یہ آواز آتی ہے کہ جاؤ یہاں تمہارا کوئی کام نہیں اور خدا کا یہ بندہ اپنے مقدس مال کی گٹھڑی اٹھا کر اگلے خیمے کا راستہ لیتا ہے۔

(سیرۃ خاتم النبیینؐ ص218)

آٹھواں ذریعہ ”بستیوں کا دورہ“

پھر آپؐ نے مکہ کے مضافات میں جو بستیاں آباد تھیں وہاں جا کر پیغام حق پہنچانے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اس مقصد کے لئے آپؐ نے سب سے پہلے طائف کا سفر اختیار کیا اور طائف والوں نے آپؐ کے ساتھ جو دردناک سلوک کیا اس کا تصور سے ہی انسان کے جذبات بھر آتے ہیں۔ اس دن آپؐ کو جو تکلیف پہنچائی گئی اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ آپؐ کی زندگی کا مشکل ترین دن کون سا تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ عائشہ تمہاری قوم سے مجھے بہت سی تکالیف پہنچی ہیں لیکن طائف والے دن تو بہت ہی زیادہ تکلیف اٹھائی۔ (مسلم کتاب الجہاد)

لیکن سبحان اللہ آپؐ پر لاکھوں درود و سلام ہو۔ اللہ کے اس پیارے نبیؐ کی شان دیکھئے کہ اس سلوک کے باوجود آپؐ نے انہیں بد دعا نہیں دی بلکہ دعا دی کہ اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی اس دعا کو قبولیت کا درجہ عطا فرمایا۔ چنانچہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ آپؐ کی دعا کی برکت سے فتح مکہ کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں طائف کا سارا علاقہ مسلمان ہو گیا تھا۔

ان تمام حالات و واقعات کی روشنی میں جواب تک تحریر کئے گئے ہیں۔ رسول اکرمؐ کی پاک سیرت کا جو خاص پہلو نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتا ہے وہ ہے آپؐ کا بے مثال صبر اور استقلال اور عزم و ہمت۔ ایسے انتہائی مشکل اور تکلیف دہ حالات کے باوجود کسی ایک موقع پر بھی آپؐ ہمت اور حوصلہ نہیں ہارے اور نہ کبھی مایوس ہوئے۔ آپؐ کی یہی بے مثال خوبی آج ہر احمدی داعی الی اللہ کے لئے نمونہ اور ان کے لئے بھی نمونہ ہے جو تھوڑی سی کوشش کرنے کے بعد فوری طور پر کامیابی نہ ہوتی دیکھ کر ہمت ہار دیتے ہیں اور مایوس ہو کر کام چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

نواں ذریعہ ”خطوط“

اس کے بعد دعوت الی اللہ کا ایک طریق یہ بھی اختیار فرمایا کہ مختلف بادشاہوں اور رؤسا کو آپؐ نے تبلیغی خطوط بھجوائے جن میں سے خاص خاص یہ ہیں۔ پہلا خط آپؐ نے قیصر روم کی طرف بھجوایا جس کا نام ہرقل تھا۔ دوسرا خط کسریٰ ایران کی طرف، تیسرا خط شاہ حبشہ نجاشی کے نام بھجوایا گیا۔ چوتھا خط شاہ مصر کی طرف بھجوایا گیا جس کا نام مقوقس تھا اور پانچواں خط بحرین کے بادشاہ منذر تمیمی کو بھجوایا گیا۔

دسواں ذریعہ
”اتباع صحابہ رضوان اللہ علیہم“

آپؐ کی شخصی تاثیر اور قوت قدسیہ سے جو اصحاب تیار ہوئے وہ تاریخ انسانیت کے مثالی کردار بن گئے۔ تعداد میں کم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ انسانیت کے سب سے حیرت انگیز اور عظیم کارنامے سرانجام دیئے اور آج تک ہمارے لئے روشنی اور ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ جیسے آنحضورؐ نے فرمایا تھا کہ:۔

اصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوٰۃ کتاب المناقب صحابہ)

☆☆☆

مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا 22واں جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا 22واں جلسہ سالانہ مورخہ 27-28 ستمبر 2014ء کو کوپن ہیگن میں منعقد ہوا۔ جلسہ سالانہ کا انعقاد Brøndby Strand کے ایک پبلک سکول میں ہوا۔

مورخہ 27 ستمبر 2014ء جلسہ کا افتتاحی اجلاس محترم محمد زکریا خان صاحب امیر و مربی انچارج ڈنمارک کی زیرصدارت ساڑھے گیارہ بجے دن تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلسہ سالانہ ڈنمارک کے موقع پر ایک خصوصی پیغام موصول ہوا۔ حضور کا یہ پیغام محترم امیر و مربی صاحب انچارج نے جلسہ کے افتتاحی اجلاس میں پڑھ کر سنایا۔ حضور انور نے اپنے اس بابرکت پیغام میں جلسہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے جلسے دنیا کے عام جلسوں یا میلوں یا اجتماعات کی طرح نہیں بلکہ خالصۃً دینی غرض کے لیے ہیں۔ اس جلسہ کے قیام کا مقصد جماعت کے ممبران کی دینی اور روحانی اور اخلاقی تربیت ہے۔ یہ جلسے تقویٰ کے معیار کو بلند کرنے کے لیے اور عملی پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لیے ہیں۔ نیز حضور انور نے حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں تمام احباب جماعت کو خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دلوں میں قائم کرنے اور بنی نوع انسان کے حقوق کی نگہداشت کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

حضور انور کے پیغام اور حضرت مسیح موعود کے مبارک منظوم کلام کے بعد محترم امیر صاحب ڈنمارک نے افتتاحی تقریر کی۔ تقریر کے اختتام پر آپ نے اجتماعی دعا کروائی۔

ریفریشمنٹ اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم حمید الرحمان صاحب نے ''جان، مال اور وقت کی قربانی'' کے موضوع پر اور مکرم سید فاروق احمد صاحب نیشنل سیکرٹری جائیداد نے ''اخوت و بھائی چارہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔ ایک نظم کے بعد اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم سید احسان احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ یو کے نے ''دین حق میں اطاعت کی حقیقت اور اس کی برکات'' کے عنوان پر کی۔ اس اجلاس میں تمام تقاریر ڈینش زبان میں ہوئیں جن کا رواں اردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اسی طرح دیگر تمام اردو تقاریر کا ڈینش ترجمہ بھی پیش کیا جاتا رہا۔ اس اجلاس کی صدارت خاکسار نے کی۔

مورخہ 28 ستمبر ساڑھے گیارہ بجے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم اکرم محمود صاحب مربی سلسلہ و صدر مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک کی زیرصدارت صبح تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ بعدازاں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مرسلہ خصوصی پیغام کا ڈینش ترجمہ پیش کیا۔

اس اجلاس میں مکرم رانا عبدالرؤف خان صاحب نے ''خلیفہ کا مقام اور اُس کی اہمیت'' اور مکرم خاور احمد صاحب نیشنل سیکرٹری مال نے ''مالی قربانی کا فلسفہ اور اُس کی اہمیت'' کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اس اجلاس میں خاکسار نے ''سیرت وسوانح حضرت سید میر مسعود احمد صاحب سابق مربی انچارج ڈنمارک اور اُن کی ڈنمارک میں خدمات سلسلہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر صدر اجلاس مکرم اکرم محمود صاحب مربی سلسلہ نے ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں'' کے موضوع پر کی۔ جس میں آپ نے نہایت تفصیل کے ساتھ اقوام کی اصلاح کے طریق پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو بالعموم اور خدام الاحمدیہ کو بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم ہدایات پیش کرتے ہوئے اُن پر عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز وقفہ ریفریشمنٹ اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد محترم امیر و مربی انچارج ڈنمارک کی زیرصدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ازاں بعد حضور انور کا خصوصی پیغام جو اس جلسہ کی روح رواں تھا محترم امیر صاحب نے ایک بار پھر پڑھ کر سنایا جس کا ڈینش ترجمہ خاکسار نے پیش کیا۔ ایک نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے اختتامی تقریر کی۔

خطاب کے اختتام پر آپ نے جلسہ کے تمام کارکنان کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اور اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

امسال جلسہ سالانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرد و خواتین کی کل حاضری تین صد سے زائد تھی۔ مالمو (سویڈن) سے بھی مہمانان کرام نے جلسہ میں شمولیت کی۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈنمارک میں Humanity First کی شاخ رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ چنانچہ مکرم چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے ایک سٹال لگایا گیا۔ احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے اس کی ممبرشپ حاصل کی۔ لجنہ اماء اللہ نے بھی جلسہ کے موقع پر فوڈ سٹال لگایا اور بڑی محنت سے اپنے گھروں میں کھانے کی اشیاء تیار کر کے سٹالز کے لیے مہیا کیں۔ اس سٹال کی تمام آمد لجنہ نے بیت الذکر کی تعمیر کی مد میں پیش کی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 31 اکتوبر 2014ء)

تبصرہ کتب

کیا اسے یاد نہیں

مصنف: محمد اکرام احسان

صفحات: 240

زیر تبصرہ کتاب ''کیا اسے یاد نہیں'' جناب پروفیسر محمد اکرام احسان کا پانچواں پارہ ادب ہے۔ اس سے پہلے ان کی ''راگنی'' دھواں دھواں، محبتوں کے سلسلے اور ''سفر خواب'' کے ناموں سے کتب شائع ہو کر ادبی حلقوں سے داد وتحسین حاصل کر چکی ہیں۔

''کیا اسے یاد نہیں'' کے مصنف بنیادی طور پر ایک ریاضی دان ہیں انہوں نے اپنی انحصار سے لکھی ادبی تحریروں اور کہانیوں کو فلسفیانہ لیکن دلچسپ پیرائے میں لکھا ہے۔ ان کی مختصر کہانیوں میں ایک منطقیت ہے۔ وہ بغیر دلیل کے کوئی بات نہیں کرتے۔ ایک حساس انسان ہونے کے ناطے انہوں نے اپنے مخصوص کرداروں کے ذریعے کسی نہ کسی پیغام کو اجاگر کیا ہے۔ ایک مختصر کہانی نگار کے طور پر ان کی تخلیقات اب قبول عام کا درجہ حاصل کر چکی ہیں۔ آپ کی تحریروں میں دانش وحکمت پائی جاتی ہے۔ وہ بڑے خلوص اور درد دل کے ساتھ اپنی بات کہتے ہیں۔ جو قارئین کے دل میں اترتی جاتی ہے۔

وہ چاہتے ہیں کہ ہر انسان ایک دوسرے سے محبت کرے اور اس کے نتیجے میں ایک ایسا حسین اور خوبصورت معاشرہ قائم ہو۔ جس میں ہر طرف امن وسکون، آشتی ہو اور خوشیاں ہی خوشیاں نظر آئیں۔

''کیا اسے یاد نہیں'' میں بھی انہوں نے مختصر کہانیوں کو بڑے سبق آموز انداز میں تحریر کیا ہے۔ انسان کو انسانیت کا سبق یاد دلانے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر انسان کو اپنی پیدائش کے مقصد کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے ان کے بقول انسان اس دنیا میں بڑے اعلیٰ وارفع مقاصد کی تکمیل کے لئے آیا ہے۔

بقول پروفیسر ریاض احمد قادری: ''پروفیسر اکرام احسان کا ادبی سفر ارتقاء کی جانب بڑی تیزی سے گامزن ہے۔ وہ قدم بہ قدم آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کی تحریر میں زور بیان، تاثیر اور تاثر بڑھ رہا ہے۔ وہ اپنے دل کی بات زیادہ زوردار انداز اور مؤثر پیرائے میں بیان کر رہے ہیں۔ ادب کے ساتھ ان کا اخلاص ومحبت اور جاں نثاری لائق داد بھی ہے اور لائق تحسین بھی۔ وہ بہت مؤثر قرینے سے قارئین کے دل میں اترتے ہیں اور پھر اپنے دل کی بات کرتے ہیں۔''

اسی طرح کتاب میں جناب پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب کا خوبصورت تبصرہ بھی موجود ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ ''پروفیسر احسان صاحب ہمارے سامنے کے واقعات اور احساسات کو اپنی تحریر میں کچھ اس طرح سموتے ہیں کہ وہ ہمیں اجنبی محسوس نہ ہوں۔ اچنبھے کی بات نظر نہ آئیں۔ لیکن سادگی سے ہمارے جذبات اور احساسات کے تاروں کو اس طرح چھیڑیں کہ ہماری روح کوئی بوجھ یا بیگانگی محسوس نہ کرے بلکہ جذب کر کے اپنی یادوں اور شعور کے خزانہ میں محفوظ کر لیں۔''

اس کے علاوہ پروفیسر ریاض احمد قادری، سید شاہد حسین، شیخ حمید تبسم، پروفیسر سید منیر حسین شاہ، احمد شہباز خاور اور محمد جاوید اطہر کے تبصرے بھی کتاب میں شامل ہیں۔

اللہ کرے کہ پروفیسر صاحب کا قلم اسی طرح رواں دواں رہے اور آپ اسی طرح دکھی انسانیت کے آنسو پونچھتے رہیں اور اللہ کرے کہ وہ جس حسین اور خوبصورت معاشرے کے قیام کے خواب دیکھتے ہیں ان کی تعبیر ان کو جلد مل جائے۔ آمین

(پروفیسر عبدالصمد قریشی صاحب)

☆☆☆☆☆

بقیہ از صفحہ 2 خطبات امام سوال وجواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھل بلغت کے الفاظ بھی کئی بار دہرائے۔ پھر آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو جو یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو اس موقع پر موجود نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو، اور خون ریزی کا ارتکاب کرنے لگو۔

س: حضور انور نے خطبہ کے آخر میں کس خواہش کا اظہار فرمایا؟

ج: فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقیقی رنگ میں اس قربانی کا ادراک عطا فرمائے اور ہم ظاہری بھیڑ بکریوں کی قربانی کے بجائے قربانی کی روح کو سمجھتے ہوئے اپنے حق ادا کرنے والے بنیں۔ دنیا کو امن اور سکون اور سلامتی دینے والے بنیں۔

☆☆☆☆☆

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم خالد محمود صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل لاہور میں ہیں۔ روزنامہ الفضل کے بارے میں معلومات چندہ الفضل اور اشتہارات وبقایاجات کی ادائیگی اور اخبار نہ ملنے کی شکایات کے سلسلہ میں اس نمبر پر: 0334-4041975 رابطہ فرماویں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

☆☆☆☆☆

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20،15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

5 دسمبر 2014ء

5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:10 am	سڈنی میں ایک استقبالیہ تقریب
7:25 am	پشتو سروس
8:05 am	ترجمۃ القرآن کلاس
9:10 am	کسر صلیب
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
11:25 am	یسرنا القرآن
11:45 am	حضور انور کے اعزاز میں میلبورن میں ایک استقبالیہ تقریب 11۔ اکتوبر 2013ء
12:45 pm	سرائیکی سروس
1:15 pm	راہ ہدیٰ
2:45 pm	انڈونیشین سروس
3:50 pm	دینی و فقہی مسائل
4:25 pm	تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
4:40 pm	غزوات النبی ﷺ
6:00 pm	خطبہ جمعہ Live
7:35 pm	Shotter Shondhane
8:40 pm	دعائے مستجاب
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:30 pm	الحوار المباشر Live

6 دسمبر 2014ء

1:30 am	ایم ٹی اے ورائٹی
2:05 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء
3:20 am	راہ ہدیٰ
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
5:45 am	یسرنا القرآن
6:10 am	حضور انور کے اعزاز میں میلبورن میں ایک استقبالیہ تقریب
7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء
8:25 am	راہ ہدیٰ
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم، درس ملفوظات
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	عصر حاضر
1:00 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:30 pm	سٹوری ٹائم
2:00 pm	سوال و جواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء
5:15 pm	تلاوت قرآن کریم
5:30 pm	الترتیل
6:00 pm	انتخاب سخن Live
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:05 pm	سپاٹ لائیٹ
9:00 pm	راہ ہدیٰ Live
10:35 pm	الترتیل
11:00 pm	عالمی خبریں
11:25 pm	انصار اللہ یو کے اجتماع

7 دسمبر 2014ء

12:30 am	فیتھ میٹرز
1:30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
2:00 am	راہ ہدیٰ
3:30 am	سٹوری ٹائم
3:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء
5:05 am	عالمی خبریں
5:25 am	تلاوت قرآن کریم، درس ملفوظات
5:45 am	الترتیل
6:20 am	انصار اللہ یو کے اجتماع
7:30 am	سٹوری ٹائم
7:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 2014ء
9:05 am	کچھ یادیں کچھ باتیں
9:55 am	لقاء مع العرب
11:05 am	تلاوت قرآن کریم
11:35 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	آئرلینڈ کے اطفال سے ملاقات
1:10 pm	فیتھ میٹرز
2:10 pm	سوال و جواب
3:00 pm	عصر حاضر Live
4:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 25۔ اکتوبر 2013ء (سپینش ترجمہ)
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
5:35 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء
7:10 pm	Shotter Shondhane
8:10 pm	آئرلینڈ کے اطفال سے ملاقات
9:30 pm	رفقائے احمد
10:00 pm	کڈز ٹائم
10:30 pm	یسرنا القرآن
10:55 pm	عالمی خبریں
11:25 pm	آئرلینڈ کے اطفال سے ملاقات

8 دسمبر 2014ء

12:35 am	In-Depth
1:25 am	Roots to Branches (احمدیت: آغاز سے ترقیات تک)
2:00 am	ایم ٹی اے ورائٹی
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء
4:10 am	سوال و جواب
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:15 am	آئرلینڈ کے اطفال سے ملاقات
7:20 am	Roots To Branches (احمدیت: آغاز سے ترقیات تک)
7:45 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء
8:50 am	ایم ٹی اے ورائٹی
9:55 am	لقاء مع العرب
11:05 am	تلاوت قرآن کریم، درس ملفوظات
11:20 am	الترتیل
11:45 am	حضور انور کے اعزاز میں برسبین میں استقبالیہ تقریب 23۔ اکتوبر 2013ء
1:00 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:35 pm	سائنس افق۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ
2:00 pm	فرنچ پروگرام
3:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 15۔ اگست 2014ء (انڈونیشین ترجمہ)
4:00 pm	ملیالم سروس
4:30 pm	سیرت حضرت مسیح موعود
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم، درس ملفوظات
5:30 pm	الترتیل
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2009ء
7:10 pm	بنگلہ پروگرام
8:15 pm	ملیالم سروس
8:35 pm	سائنس افق
9:00 pm	راہ ہدیٰ
10:30 pm	الترتیل
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	برسبین میں استقبالیہ تقریب

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238

ربوہ میں طلوع و غروب 27۔ نومبر

طلوع فجر	5:21
طلوع آفتاب	6:44
زوال آفتاب	11:56
غروب آفتاب	5:07

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

27 نومبر 2014ء

6:15 am	حضور انور کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی
7:10 am	دینی و فقہی مسائل
9:55 am	لقاء مع العرب
11:50 am	Beverly Hills میں ایک استقبالیہ تقریب منعقدہ 11 مئی 2013ء
1:55 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
7:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2009ء
9:15 pm	ترجمۃ القرآن کلاس

درخواست دعا

❁ مکرمہ صالحہ حمید صاحبہ دارالرحمت غربی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے بہنوئی مکرم محمد ادریس کھوکھر صاحب کینیڈا گردوں کی وجہ سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ حالت انتہائی تشویشناک ہے۔ احباب سے ان کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکان برائے فروخت

10 مرلہ فرنٹ پلاٹ (37 فٹ فرنٹ) محلہ دارالیمن غربی مکان نمبر 19/21 حلقہ شکر ربوہ میں برائے فروخت ہے۔ اس میں 2 کمرے، ٹائلٹ، 4000 لیٹر پانی کی ٹینکی، چار دیواری، گیٹ، پانی کا کنکشن، بجلی کا کنکشن موجود ہیں۔ قیمت 17 لاکھ روپے۔ سنجیدہ خواہشمند حضرات رابطہ کریں۔ رابطہ نمبر: 0476211070

وردہ فیبرکس

سیل۔ سیل۔ سیل آئیں اور فائدہ اٹھائیں۔

کاٹن 3P،4P، لیلن، کھدر نیز سردیوں کی ورائٹی پر سیل جاری ہے

چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ

0333-6711362

خالص سونے کے زیورات

Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870

میاں اظہر
میاں مظہر احمد

فینسی جیولرز

محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

FR-10